فہم حدیث

کلام نبویؐ کی کرنیں

مولانا عبدالمالک

حضرت عقبہؓ بن عامر سے روایت ہے: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا' میں نے گفتگو کی ابتدا کی' آپؐ کا ہاتھ پکڑا اور عرض کیا: مومن کی نجات کا سامان کیا ہے؟

آپؐ نے فرمایا: عقبہ! اپنی زبان پر قابو رکھو' تیرا گھر تیرے لیے کشادہ ہو (یعنی گھر میں دل لگاؤ' تنگ ہو کر باہر نہ پھرو) اور اپنی خطاؤں پر رویا کرو۔

کہتے ہیں کہ اس کے بعد مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ملے' تو آپؐ نے گفتگو میں پہل فرمائی۔ میرا ہاتھ پکڑا اور فرمایا: عقبہ! میں تمھیں تورات' انجیل' زبور اور قرآن میں نازل ہونے والی تمام سورتوں سے افضل تین سورتیں نہ بتلاؤں؟

میں نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ ' ضرور بتلایئے!

کہتے ہیں کہ پھر آپؐ نے مجھے تین سورتیں قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ' قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ پڑھائیں۔ پھر فرمایا: عقبہ! انھیں نہیں بھولنا اور کسی رات کو انھیں پڑھے بغیر نہ سونا۔

حضرت عقبہؓ فرماتے ہیں کہ پھر میں انھیں نہیں بھولا' اور میں نے ان کو پڑھے بغیر کوئی رات نہیں گزاری۔

کہتے ہیں کہ اس کے بعد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا اور میں نے ابتدا کی۔ میں نے آپؐ کا ہاتھ پکڑا اور عرض کیا: یارسولؐ ' اللہ مجھے وہ اعمال بتلایئے جو فضیلت رکھتے ہوں۔

آپؐ نے فرمایا: عقبہ! جڑو اس سے جو تجھ سے کٹے' دو اسے جو تجھے محروم کرے' معاف کرو اسے جو تجھ پر ظلم کرے (مسند احمد)۔

بعض وقت ایک ہی حدیث میں رشد و ہدایت کا اتنا سامان مل جاتا ہے' اور اتنی اہم اور عملی باتوں کی طرف توجہ دلائی جاتی ہے کہ بے اختیار زبان پر درود کے کلمات جاری ہو جاتے ہیں: اللھم صل وسلم علی محمد وبارک وسلم۔ بلاشبہ اللہ کے رسولؐ نے ہمیں ہدایت پہنچانے میں کوئی کسر نہ چھوڑی!

کاش ہمارے اندر حضرت عقبہؓ جیسا جذبہ ہو، ایک دفعہ سورہ اخلاص اور معوذتین کے بارے میں رسولؐ کی نصیحت علم میں آئے، تو کوئی رات انھیں پڑھے بغیر نہ گزاریں، اور اس کی برکات سمیٹیں۔ اصل چیز تو عمل ہے، حدیث کا صرف پڑھ لینا ہی کافی نہیں۔ یہ کیا، کتنی ہی آسان قابل عمل باتیں ہم صرف سن کر یا پڑھ کر رہ جاتے ہیں۔

خطاؤں پر معافی مانگ رہے ہوں، توبہ کر رہے ہوں اور آنکھیں خشک ہوں، بلکہ دل ودماغ کو علم ہی نہ ہو کہ معافی مانگ رہے ہیں، وہ کسی اور طرف متوجہ ہوں--- اس پر معافی کیسے ملے؟ رونا چاہیے، گڑگڑانا چاہیے، تب ہی انسان بار بار گناہوں پر جری نہ ہو گا۔

گھر میں دل لگاؤ کی نصیحت، اس سوال کے جواب میں کہ مومن کی نجات کا سامان کیا ہے، معانی کی ایک دنیا سامنے لاتی ہے۔ صاحب ایمان کے لیے گھر میں دل لگانے کا کیا مطلب ہے؟ یقیناً خوش وقتی، ہنسی مذاق، کھانا پینا، سیر و تفریح بھی مقصود ہے لیکن دراصل اس پر توجہ اور وقت دینا--- دل لگانا کہ خود اور اہل و عیال آگ سے بچیں (قُوْا اَنْفُسَکُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا)۔

سب سے اہم بات، سب سے پہلے، کہ اپنی زبان پر قابو رکھو۔

آخری تین باتیں: جو کٹے اس سے جڑنا، جو محروم کرے اسے دینا، جو زیادتی کرے اسے معاف کرنا--- جو اس پر قادر ہو، اس کی عظمت میں کیا کلام ہے۔

○

حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سوئے ہوئے تھے کہ آپؐ کے پاس فرشتے آئے۔ ان میں سے بعض نے دوسروں سے کہا کہ تمھارے دوست کی ایک مثال ہے۔ وہ ان کے سامنے پیش کرو۔ اس پر دوسروں نے کہا کہ وہ تو سوئے ہوئے ہیں؟ انھوں نے جواباً کہا، کہ ان کی آنکھ سوئی ہوئی ہے لیکن دل بیدار ہے۔

تب انھوں نے کہا: اس کی مثال اس آدمی کی مانند ہے جس نے گھر بنایا ہو، اس میں دستر خوان بچھایا ہو اور پھر ایک دعوت دینے والا بھیجا ہو۔ جس نے دعوت دینے والے کی دعوت قبول کی وہ گھر میں داخل ہو گا اور دسترخوان سے کھائے گا۔ اور جس نے داعی کی دعوت کو قبول نہ کیا وہ گھر میں داخل نہ ہو گا اور دستر خوان سے نہ کھائے گا۔

پھر بعض نے کہا کہ اس مثال کی تشریح کرو تاکہ یہ اسے اچھی طرح سمجھ جائیں۔ اس پر دوسروں نے کہا کہ وہ تو سوئے ہوئے ہیں۔ انھوں نے کہا کہ آنکھ سوئی ہوئی ہے لیکن دل بیدار ہے۔

(تب تشریح کرتے ہوئے) فرشتوں نے کہا: "گھر" تو جنت ہے اور داعی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ پس جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی، اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم (ایمان اور کفر میں) جدائی ڈالنے والے

ہیں (بخاری)۔

- جنت اس دسترخوان کی محسوس شکل ہے جس کی طرف محمد صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں دعوت دے رہے ہیں، وہ کتاب و سنت اور اسلام کی طرف دعوت ہے۔ پس جس نے دنیا میں اس دسترخوان سے ایمان اور علم و عمل کی غذا حاصل کی، اسے آخرت میں جنت کا دسترخوان نصیب ہو گا، اور جس نے یہاں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت پر لبیک کہا وہ وہاں جنت میں داخل ہو گا، اور جس نے یہاں نافرمانی کی وہ وہاں جنت میں داخلے سے محروم ہو گا۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کا بچھایا ہوا دسترخوان مدار اجتماع و افتراق ہے۔ جو اس دسترخوان پر آگیا وہ ایک طرف، ایک امت، اور جو نہ آیا وہ دوسری طرف۔ آپؐ اور آپؐ کا نظام لوگوں کو اس طرح جمع کرتے ہیں، جس طرح ایک دسترخوان پر لوگ جمع ہوتے ہیں۔

اس رشتے سے منسلک ہونے کے بعد زبان، رنگ، نسب، وطن اور مسلک ان میں افتراق و انتشار پیدا نہیں کر سکتے۔ اگر یہ عناصر مسلمانوں میں تفرقہ پیدا کریں تو اس بات کی نشانی ہے کہ دامن مصطفیٰؐ اور نظام مصطفیٰؐ سے وابستگی کمزور ہے۔ تفرقہ [illegible] کے لیے دامن مصطفیٰؐ اور نظام مصطفیٰؐ سے شعوری عشق و محبت

[illegible]

اہل ایمان کی خدمت کرنا، انھیں راحت پہنچانا، انھیں سکھ دینا، ان کی عزت رکھنا دراصل اپنی خدمت ہے۔ اللہ اپنے بندوں کی مدد کرنے والوں کی مدد کرتا ہے، اس پر یقین ہو۔ یہ چیز اسلامی معاشرے میں پھیل جائے تو پھر دنیا کے کسی بھی حصے میں کسی ایک مسلمان کو بھی تکلیف پہنچے تو دنیا بھر کے مسلمانوں کو تکلیف پہنچے اور دنیا بھر کے مسلمان اس کی مدد کے لیے کھڑے ہو جائیں۔ آزادی، اور ظلم سے نجات کی کوئی تحریک بے یارومددگار نہ ہو کہ ان کی مدد سے پیچھے ہٹنا، اپنے آپ کو اللہ کی مدد سے محروم کرنا ہے۔ ان کی آزادی کی تحریک میں تعاون نہ کرنا، اپنے آپ کو غلامی کے منہ میں دھکیلنا ہے۔

جنت کے راستے پر چلنا اور نیک عمل کرنا، اس وقت آسان ہوتا ہے جب آدمی کے پاس علم ہو۔ علم کے بغیر عمل میں آسانی نہیں پیدا ہوتی۔ صحیح علم، عمل کا جذبہ پیدا کرتا ہے اور اگر عمل نہ ہو تو اس بات کی دلیل ہے کہ علم برائے نام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے علماے یہود کو جاہل اور سفہا کہا ہے۔

یہاں جو بھی حرکت ہے وہ علم و عمل کی ہے، نام و نسب کی نہیں۔ اس لیے کوئی شخص علم و عمل میں پیچھے ہو تو اس کا نسب، روپیہ پیسہ، جایداد اور جاگیر اسے آگے نہیں کرسکتے۔ اللہ کے ہاں فیصلے بندگی کی بنیاد پر ہوتے ہیں، نسب کی بنیاد پر نہیں۔

○

حضرت براء بن عازبؓ فرماتے ہیں کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں بیٹھے تھے۔ آپؐ نے پوچھا: اسلام کا کون سا کڑا زیادہ مضبوط ہے؟ صحابہؓ نے جواب دیا: نماز۔ آپؐ نے فرمایا: نماز ایک حسنہ ہے لیکن یہ وہ چیز نہیں ہے جو میں پوچھ رہا ہوں۔ صحابہؓ نے عرض کیا: زکوٰۃ۔ آپؐ نے فرمایا: زکوٰۃ ایک حسنہ ہے، لیکن یہ وہ چیز نہیں ہے جو میں پوچھ رہا ہوں۔ صحابہؓ نے عرض کیا: رمضان کے روزے۔ آپؐ نے فرمایا: روزہ حسنہ ہے لیکن یہ وہ چیز نہیں ہے۔ صحابہؓ نے عرض کیا: حج۔ آپؐ نے فرمایا: حج اچھی چیز ہے لیکن یہ وہ چیز نہیں ہے۔ صحابہؓ نے عرض کیا: جہاد۔ آپؐ نے فرمایا: ایمان کا سب سے مضبوط کڑا، اللہ کی خاطر محبت کرنا اور اس کی خاطر ناراض ہونا ہے (مسند احمد)۔

کتنے موثر انداز سے اللہ کے رسولؐ نے ہم پر باہمی تعلقات میں اخلاص کی اہمیت واضح کی ہے۔ کتنے لوگ ہیں جو نماز، روزہ، زکوٰۃ اور جہاد کے فرائض تو ادا کرتے ہیں لیکن آپس کے تعلقات مفادات کی بنیاد پر قائم کرتے ہیں۔ اگر محبت اور ناراضی، صرف اور صرف اللہ کے لیے ہو، تو معاشرے سے کتنی ہی، بلکہ سب ہی برائیوں کی جڑ کٹ جاتی ہے۔ حق غصب کرنا، ناجائز مال حاصل کرنا، ظلم کرنا، اللہ کی خاطر تو نہیں ہو سکتے! تعلقات اللہ کے لیے ہوں تو پھر برے آدمیوں کا ساتھ نہیں دیا جاتا، معاشرے میں صالح افراد کو قیادت حاصل ہوتی ہے، برے پہلی صف میں نہیں ہوتے۔ اس لیے، حب فی اللہ اور بغض فی اللہ کو اسلام کا سب سے مضبوط کڑا قرار دیا گیا اور ایک کے بعد ایک سوال کر کے، آپؐ نے اس کی اہمیت نماز، روزہ حتیٰ کہ جہاد تک کے مقابلے میں واضح کی۔